© rasailojaraid.com

یہ رائے قائم کی گئی کہ جو مقاصد اور اصول ہمارے پیش نظر ہیں ان کے تتبع میں کام کرنے کا موقع یہاں نہیں مل سکتا۔ خود میرا اپنا دس مہینہ کا تجربہ بھی اسی پر شاہد تھا۔ لہٰذا یہ طے ہوا کہ ادارہ کا مرکز یہاں سے کسی مناسب تر مقام پر منتقل کر دیا جائے، اور اس کے لیے متعدد حیثیات سے لاہور کو پسند کیا گیا۔

جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں ہمیں کسی زمین کی خاک سے کوئی دلچسپی و محبت نہیں ہے۔ محبت اس نصب العین سے ہے کہ اللہ کا کلمہ سب کلموں پر غالب اور اس کا قانون سب قوانین سے بالاتر ہو۔ اس لیے اس مقصود کے پیچھے جہاں جہاں جانے کی ضرورت ہوگی جائیں گے اور جس جس سرزمین کی خاک چھاننی پڑے گی چھانیں گے۔ مقصد اگر عزیز ہے تو اس کے لیے ہر زحمت گوارا ہونی چاہیے، اور زحمت اگر خوفناک ہے تو مقصد کا نام بھی زبان پر نہ آنا چاہیے، خصوصاً دار الاسلام جیسے مقصد عالی کا نام جسے زبان پر لانے کا حق ہی اس وقت تک کسی کو نہیں پہنچتا جب تک کہ اس کے قلب پر لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کی عزیمت اور اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ کے سودے پر کامل رضامندی ثبت نہ ہو جائے۔

اس نقل مقام سے ادارہ کے دستور العمل اور لائحۂ عمل میں ان شاء اللہ یک سر مو فرق نہ آئے گا۔ البتہ اس لائحہ کا صرف یہ حصہ سردست معرض التوائی میں رہے گا کہ شہری آبادی سے ہٹ کر ایک علیحدہ مقام میں دار الاسلامی ماحول پیدا کیا جائے اور وہاں تعلیم و تربیت کے اسباب فراہم کیے جائیں۔ بلاشبہ یہی اس ساری اسکیم کی جان ہے، لیکن جس خدا کے نام پر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اس سے کچھ بعید نہیں کہ اس کا بھی سامان کر دے وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

ادارہ کا باقاعدہ قیام اگرچہ حال ہی میں ہوا ہے، لیکن اس کے لیے عملی جد و جہد شروع ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پورا ایک سال ہو چکا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک سال کے واردات و صادرات کا (آغاز ۱۵ ذی القعدہ ۱۳۵۶ھ، جنوری ۱۹۳۹ء تک) پیش کر دیا جائے۔

جمع		خرچ	
عطایا جو معاونین ادارہ سے وصول ہوئے	۸۸۸-۲-۹	طباعت لٹریچر	۴۵۸-۰-۶
عطیہ چودھری نیاز علی خاں صاحب	۲۰۰-۰-۰	ڈاک خرچ	۱۵۲-۶-۹
فروخت کتب	۳۵۷-۲-۳	اسٹیشنری	۴۹-۱۳-۰
زکوٰۃ و صدقاتِ واجبہ	۳۸-۵-۰	متفرق سامان برائے ضروریاتِ ادارہ	۳۱-۶-۹
ازابوالاعلیٰ بصورت کرایہ مکان سلہ	۴۶-۱۰-۹	تنخواہ ملازمین	۱۸۵-۱۰-۰
ازابوالاعلیٰ و دیگر ارکان ادارہ بابت قیمتِ غلہ	۴۹-۸-۰	قرض حسنہ بنام عزیز ہندی صاحب	۲۰۱-۱۴-۳
	۱۵۷۹-۱۳-۹	مصارف دورۂ عزیز ہندی صاحب	۱۳-۱۰-۳
		خیرات از مد زکوٰۃ	۲-۴-۰
			۱۰۹۵-۱-۶

جملہ آمدنی	۱۵۷۹ — ۱۳ — ۹
جملہ خرچ	۱۰۹۵ — ۱ — ۶
بقایا	۴۸۴ — ۱۲ — ۳

اس بقایا میں سے جناب چودھری نیاز علی خاں صاحب کے مطالبہ پر ۲۵۲ روپے ۲ آنے ان کو نقد واپس کیے گئے اور اسٹیشنری (جو ۔ جنوری ۱۹۳۹ء کو دفتر ادارہ میں موجود تھی) اور وہ سامان جو ضروریاتِ ادارہ کے لیے خریدا گیا تھا ان کے حوالہ کر دیا گیا۔ اس طرح ٹرسٹ سے جملہ حساب بے باق ہو گیا۔

سلہ مکان سے مراد مکان موقوفہ ہے۔ اور غلہ سے مراد زمین وقف کی پیداوار ہے جو ارکان ادارہ نے استعمال کی۔ لہٰذا کرایہ مکان اور قیمتِ غلہ کی رقوم دراصل چودھری نیاز علی خاں صاحب کے ٹرسٹ کو ادا کی گئی تھیں اور ٹرسٹ کی طرف سے ادارہ کے بیت المال میں داخل ہوئی تھیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنے کے بعد ادارہ کے خزانہ میں صرف ایک سو تیس روپے باقی ہیں، اور سامان کی صورت میں کچھ موجود نہیں۔

(اس موقع پر مجھے یہ بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ذاتی طور پر میں اور میرا رسالہ ترجمان القرآن کسی شخص یا جماعت کی مالی اعانت کا کبھی شرمندۂ احسان نہیں ہوا۔ میں یہاں اپنے خرچ پر آیا، اپنے خرچ پر رہا اور اپنی شخصی ذمہ داری پر رسالہ چلاتا رہا۔ اس تصریح کی کوئی حاجت نہ تھی اگر مجھے یہ معلوم نہ ہوتا کہ بعض حضرات اس باب میں غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں)۔

اس حساب کی رو سے ہم ایک سو بتیس روپے کا عظیم الشان سرمایہ لیے ہوئے دوسرے سال کی سرحد میں داخل ہو رہے ہیں۔ دنیوی لحاظ سے یہ سر و سامان بہت حقیر ہے۔ شاید اسے دیکھ کر لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے کہ اس بل بوتے پر آپ کفر کی اُن زبردست طاقتوں کا مقابلہ کرنے چلے ہیں جن کے سرمایہ کو اربوں اور سنکھوں کے حساب سے بھی شمار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اسلام کی تاریخ پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ یہ جب کبھی اٹھا ہے، بے سر و سامانی کے ساتھ ہی اٹھا ہے، اور اسی حال میں اس نے بڑی سر و سامان والی طاقتوں کے ساتھ ٹکر لی ہے۔ لہٰذا سرمایہ کی قلت وہ چیز نہیں ہے جو ہمارا دل توڑنے والی ہو۔ ہاں! دل توڑنے والی چیز اگر کوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے سینوں میں اب وہ دل نظر نہیں آتے جو اسلام کی صحیح کیفیت سے سرشار ہوں۔ کاش، ان سو سو روپوں کے بجائے صرف سوا پیسہ ہمارے بیت المال میں ہوتا مگر ہمارے ساتھ مردانِ حق کی ایک ایسی جماعت صف بستہ ہوتی جن کے دل حب الدنیا وکراھیۃ للموت سے خالی ہوتے۔ یہ ہے وہ اصلی سرمایہ جس کے فقدان کا ہمیں افسوس ہے۔ غلط کہتا ہے، جو کہتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس دولت نہیں اس لیے یہ کمزور ہیں۔ مسلمانوں میں دولت اب بھی موجود ہے، مگر زیادہ تر ان طبقوں میں ہے جو دو خداؤں کی پوجا کرتے ہیں، مسجد میں خداوندِ عالم کی اور مسجد سے باہر شیطان نفس کی۔ اور جن طبقوں میں دولت نہیں ہے ان کے ضعف کا بھی اصلی سبب دولت کا فقدان نہیں بلکہ معبودِ زر کی بندگی ہے جسے راضی کرنے کی فکر ان میں سے بہتوں کو خدا سے بے فکر کر دیتی ہے۔ یہ گھن اس قوم کو سر سے پاؤں تک کھا گیا ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ اس میں حقیقی خدا پرستی زندہ ہوتی اور پھر یہ غلام ہوتی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادارہ دار الاسلام کا دستور العمل شائع ہوئے تقریباً تین مہینے ہو چکے ہیں۔ اس دوران میں ہمارے ارکان کی تعداد پانچ سے بڑھ کر چھ ہو گئی اور خوشی کی بات ہے کہ چھٹی رکن ایک خاتون ہیں۔ ان کے علاوہ حیدرآباد، مدراس، پشاور، دہلی، لاہور اور پٹنہ سے چھ اصحاب نے اپنے آپ کو رکنیت کے لیے پیش کیا ہے لیکن بنا بر احتیاط ان کو ابھی آزمائشی دور میں رکھا گیا ہے تاکہ کچھ مدت تک وہ اپنے نفس کا پورا احتساب کریں اور پہلے خود اس امر کا اندازہ کرلیں کہ آیا وہ رکنیت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے اپنے آپ میں پوری طاقت پاتے ہیں یا نہیں۔ معاونین کی فہرست میں بھی چھ اصحاب نے اپنا نام پیش کیا ہے جسے قبول کر لیا گیا کیونکہ رکنیت کی بہ نسبت اس باب میں کم چھان بین کی ضرورت ہے۔

رفتار ترقی کی سستی بجائے مایوس کن ہونے کے ہمارے لیے امید افزا ہے۔ ہمارے پیش نظر تعداد کی کثرت نہیں بلکہ کیفیت کی شدت ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ جن لوگوں تک اس ادارہ کا تخیل پہنچا ہے وہ اس کے وزن کو محسوس کر رہے ہیں، اور انھیں اس امر کا شعور ہے کہ اس ادارہ کی شرکت عام انجمنوں کی شرکت سے مختلف چیز ہے۔ اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ بہت سے وہ لوگ بھی جو ہمارے مقاصد اور طریق کار سے کلی اتفاق رکھتے ہیں، اپنے آپ کو رکنیت یا معاونت کے لیے پیش کرتے ہوئے جھجکتے ہیں، اور جو اقدام کرتے ہیں ان کی محتاط پیش قدمی سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ وہ کسی ہنگامی جوش میں ایسا نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ ان کے گہرے تفکر اور حقیقی شرح صدر کا نتیجہ ہے۔ فطری بات ہے کہ اس صورت میں رفتار ترقی تیز نہیں ہو سکتی، مگر جتنی ترقی بھی ہوگی ان شاء اللہ مستحکم اور پائدار ہوگی۔ اور ہم اپنے آپ کو اس وقت خوش نصیب سمجھیں گے جب اس ٹھنڈی رفتار کے ساتھ ہمیں آٹھ نو کروڑ مسلمانوں کی اس بستی میں سے پچاس مومن قانت مل جائیں گے۔

دوسری طرف بہت سے حضرات نے مراسلات میں بھی اور زبانی گفتگووں میں بھی مختلف قسم کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شبہات کا اظہار کیا جن کا دائرہ اتنے وسیع مباحث پر پھیلا ہوا ہے کہ انھیں سمیٹنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ ان سے ہمیں یہ معلوم کرنے کا اچھا موقع مل گیا کہ اس وقت ہمارے ارباب فکر عموماً کس قسم کی الجھنوں میں مبتلا ہیں، اور ساتھ ہی یہ دیکھ کر اطمینان بھی ہوا کہ اس تمام ذہنی بدنظمی کی تہ میں ایک حقیقی تجسس چھپا ہوا ہے جس کی تشفی کا سامان اگر ہم پہنچ جائے تو ہماری قوم کی یہ ساری قوتیں جو فضول ضائع ہو رہی ہیں، رفتہ رفتہ ایک اجتماعی نصب العین کی طلب میں لگ جائیں گی۔

ہر شبہ کا جواب برسر موقع دیا جاتا رہا ہے لیکن ایک خاص شبہ ایسا بھی ہے جسے مختلف پہلوؤں سے مختلف حضرات نے پیش کیا ہے، اور خیال ہوتا ہے کہ شاید وہ نسبتہً زیادہ عام ہے۔ لہذا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہاں اسے بیان کر کے صاف کر دیا جائے۔ اس شبہ کا خلاصہ دو سوالوں کی شکل میں بیان کیا جا سکتا ہے:

(۱) تم نے اس ادارہ کو ایک تربیت گاہ یا ایک علمی مرکز کے بجائے ایک تحریک اور وہ بھی آل انڈیا قسم کی تحریک کی صورت دیدی ہے۔ کیا اس سے تمہارا مقصد "آل انڈیا" انجمنوں میں ایک اور کا اضافہ کرنا ہے؟

(۲) تم نے مسلمانوں کی تمام انجمنوں پر حتی کہ مسلم لیگ پر بھی، جو تم سے نسبتہً قریب تر تھی تنقید کر ڈالی۔ کیا تم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ چننا چاہتے ہو اور ان سب کے رقیب کی حیثیت سے میدان میں آ رہے ہو؟

ان دونوں سوالوں کا مختصر جواب ہم ایک ہی سلسلہ میں دیں گے۔

یہ گمان کہ ہم کوئی جمہوری یا عمومی تحریک (Mass-movement) لے کر اٹھ رہے ہیں، صرف اسی ایک بات سے بآسانی دور ہو سکتا ہے کہ ہم نے رکن تو درکنار، معاون بننے کے لیے بھی اتنی کڑی قیود رکھی ہیں جو شاید کسی دوسرے ادارہ میں قیادت چلانے کے لیے بھی نہیں ہیں۔ اسی سے اندازہ کر لیا جا سکتا ہے کہ کم از کم مستقبل قریب میں تو یہ ادارہ کوئی عمومی تحریک نہیں بن سکتا۔ اس قسم کا خطرہ جن حضرات کے دل میں گذرا ہے وہ شاید مسلمانوں کی طرف سے بہت ہی خوش گمان واقع ہوئے ہیں کہ اتنی سخت قیود کے باوجود وہ توقع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھتے ہیں کہ اس حالت میں اس قوم کے درمیان ایسا ادارہ بھی ایک عمومی ادارہ بن سکتا ہے لیکن اگر فی الواقع ایسا ہو جائے، اگر لاکھوں آدمی دار الاسلام کا نصب العین لے کر اُس کیرکٹر کی طاقت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں جس کا نقشہ ہمارے دستور العمل میں پیش کیا گیا ہے تو یہ گھبرانے کی نہیں، خوشی کی بات ہوگی وہ دن تو اسلام کی فتح کا دن ہوگا جس کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہیے نہ کہ خوف!

دستور العمل سے گذر کر جب آپ ہمارے لائحۂ عمل کو دیکھیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ یہ لائحۂ عمل کسی آل انڈیا قسم کی عمومی تحریک کا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایک خشک، بے مزہ، سخت محنت طلب اور خاموش تعمیری پروگرام ہے جس کو عمل میں لانے کے لیے اعلیٰ درجہ کی اخلاقی، ذہنی اور عملی صلاحیتوں کی ضرورت ہے، لگاتار عمل کی ضرورت ہے اور وہ بھی بے مزد و بے اجر، ایثار و قربانی کی ضرورت ہے اور وہ بھی صرف آسائش اور جذباتِ نفس ہی کی حد تک نہیں بلکہ مال اور جان کی حد تک بھی۔ کیا یہ چیز عوام کے مطلب کی ہو سکتی ہے کہ اس کی طرف ان کے فوج در فوج متوجہ ہو جانے کا اندیشہ کیا جا سکے؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم نے اپنے نظام کو ایک مقام پر محدود نہیں رکھا ہے بلکہ ان سب لوگوں کے لیے اس سے وابستہ ہونے کا موقع فراہم کر دیا ہے جو ہمارے ہم خیال ہوں، خواہ ہندوستان کے کسی گوشے میں بیٹھے ہوئے ہوں لیکن اس کا مدعا اس ادارے کو عام اصطلاحی معنوں میں "آل انڈیا" بنانا نہیں ہے بلکہ مقصد کچھ اور ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہندوستان کے ہر کونے میں ایسے لوگ موجود ہیں، جو اسی ایک نصب العین کے لیے جی رہے ہیں جو ہمارے پیش نظر ہے ان میں سے بعض کی قوتیں منتشر سعی و جہد میں ضائع ہو رہی ہیں، اور بعض مایوس بیٹھے ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان سب کو ایک سلک میں منسلک کر دیں تاکہ اس نصب العین کے لیے اجتماعی طاقت فراہم ہو سکے۔ انہی لوگوں میں سے، یا ان کے ذریعہ سے ہم کو اپنے کام کے آدمی مل سکیں گے ورنہ یہاں کس کے پاس اتنا وقت اور اتنا سرمایہ ہے کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں کام کے آدمی ڈھونڈتا پھرے۔ انہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگوں کے ذریعہ سے ہم اپنے خیالات منظم طریقہ پر پھیلا سکیں گے، اور یہی لوگ آخر کار ان تربیت یافتہ آدمیوں کے لیے میدانِ عمل فراہم کریں گے جنھیں ہمارا ادارہ مختلف تعمیری خدمات کے لیے تیار کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام فوائد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ادارہ کے نظام کو وسیع نہ کیا جائے۔

بلاشبہ مسلمانوں کو ایک ایسی جمہوری تحریک کی بھی ضرورت ہے جو عوام میں بیداری پیدا کرے اور وسیع پیمانے پر منظم جدوجہد کر کے ہندوستان کی اجتماعی زندگی میں مسلمانوں کے لیے ان کی قوم کے شایانِ شان مرتبہ حاصل کرے۔ جو لوگ اس کام کے لیے موزوں ہیں ان کو یہی کام کرنا چاہیے لیکن اس جمہوری تحریک کی پشت پر ایک ایسی تعمیری تحریک کی بھی ضرورت ہے جو قوم کو بنانے والی حقیقی طاقت فراہم کرے، اور جمہوری حرکت کو حیاتِ اجتماعی کی اصلی غذا بہم پہنچائے۔ صدیوں سے مسلمان اس حقیقت کو بھولے ہوئے ہیں کہ خلافتِ الٰہی کا قیام وہ واحد غرض ہے جس کے لیے ان کو ایک الگ قوم بنایا گیا ہے۔ اسی خود فراموشی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی قومی تحریکیں، اور ان کے کارکنوں کی طاقتیں ایسے مختلف راستوں پر بھٹکتی رہی ہیں اور اب تک بھٹک رہی ہیں جن میں سے کوئی راستہ بھی سیدھا ان کی منزلِ مقصود کی طرف نہیں جاتا۔ لہٰذا کوئی جماعت ایسی بھی ہونی چاہیے جو ان کے سامنے اس نصب العین کو ہر وقت نمایاں اور روشن کرتی رہے، اور ان کی ہر جمہوری حرکت کو اسی کی طرف بڑھنے پر اکسائے اور اگر اس منتہا سے فروتر کسی مقام پر وہ ٹھیر رہے ہوں تو انھیں دھکیل کر آگے بڑھنے پر مجبور کرے۔ پھر وہ اصلی کمزوری جس نے مسلمانوں کو اپنے قومی نصب العین کی طرف پیش قدمی سے درماندہ کر رکھا ہے، یہ ہے کہ صدیوں سے ان کے ہاں اصولِ اسلام کی بنیاد پر تعمیر کا کام بند پڑا ہے، اور بعد کی نسلیں صرف اسی سرمایہ پر زندگی بسر کرتی رہی ہیں جو ابتدائی تین چار صدیوں میں ان کے قومی معماروں نے فراہم کیا تھا۔ یہ سرمایہ اب بالکل ناکافی ہو چکا ہے۔ زندگی کے بدلے ہوئے حالات میں جس جس قسم کے مسائل سے اب وہ دوچار ہو رہے ہیں ان کو کوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مفصل، مرتب، قابلِ عمل حل ان کو نہیں ملتا۔ ان کے ہاں عقائد اور اخلاقیات سے لیکر تمدنی، معاشی، سیاسی اور بین الاقوامی قوانین تک ہر چیز ہزار برس پرانی زبان میں ہے جسے اب کوئی نہیں سمجھ سکتا، اور ہزار برس پرانی زندگی سے وابستہ ہے جو آج کہیں موجود نہیں ہے۔ اگرچہ مسلمان اب بھی کبھی کبھی اسلامی حکومت کا نام زبان پر لے آتے ہیں، لیکن اگر کسی خطۂ ارضی میں ان کو حکومت کا موقع مل بھی جائے تو صحیح معنوں میں کوئی اسلامی حکومت قائم نہیں کرسکتے کیونکہ ان کے پاس اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق ایک ترقی پذیر نظام تمدن وسیاست کو چلانے کے لیے کوئی چیز بھی مرتب نہیں ہے، حتیٰ کہ قرآن وسنت کے اصول وکلیات کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے والے بھی ان میں کہیں شاذ ونادر ہی ملتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ٹرکی وایران جیسی سلطنتوں کو مجبوراً فرنگی قوانین کی طرف رجوع کرنا پڑا، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں بھی جو لوگ اس وقت اسلام کے نام سے ہماری قومی جمہوری حرکت کو چلا رہے ہیں، وہ غریب صحیح اسلامی اسپرٹ اور صحیح اسلامی اصولوں پر ہمارے قومی مسائل کو حل نہیں کرسکتے۔ پس ہماری ہر جمہوری تحریک کی کامیابی کا، بلکہ ہماری قوم کے مستقبل کا انحصار اس پر ہے کہ ہمارے ہاں ایک جماعت ایسی پیدا ہو جو اس حقیقی ضرورت کو پورا کرے۔ جو ایک ایسا مخزن ہدایت ہو جس کی طرف ہر ضرورت کے موقع پر رجوع کیا جاسکے جس میں اتنی زبردست قوت محرکہ موجود ہو کہ موجودہ زمانہ کی غیر اسلامی تحریکات کا نہ صرف مقابلہ کرسکے بلکہ افکار کے سیلاب کا رخ اسلامی نصب العین کی طرف پھیر دے، اور مادی حکومت سے پہلے اسلام کی عقلی ودماغی حکومت قائم کردے۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی تہذیب محض سیاسی وفوجی طاقت کے بل پر قائم نہیں ہوسکتی۔ وہ اصلی طاقت جو کسی تہذیب کو قائم کرتی اور قائم رکھتی ہے عقلی ودماغی طاقت ہے۔ تاتاریوں نے تلوار کے زور سے اسلامی ملکوں کا تختہ الٹ دیا، مگر وہ کوئی تہذیبی انقلاب برپا نہ کرسکے، بلکہ خود ان کی تہذیب مغلوب ہوگئی جن کو انھوں نے تلوار کے زور سے مغلوب کیا تھا، اسی لیے کہ ان کے پاس عقلی ودماغی حکومت قائم کرنے والی کوئی طاقت نہ تھی۔ لہٰذا اگر ہمیں سیاسی قوت حاصل ہو بھی جائے تو ہم اسلام کی حکومت دنیا کے کسی خطہ میں بھی قائم نہیں کرسکتے جب تک کہ ہمارے پاس قرآن کا صحیح فہم نہ ہو، اور اتنی صلاحیت نہ ہو کہ خالص قرآنی بنیادوں پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی تہذیب و تمدن کی عمارت اٹھا سکیں۔

یہی دو کام ہیں جن کے لیے ادارہ دارالاسلام قائم کیا گیا ہے۔ ہمیں اپنے کام اور اس کی نوعیت اور اس کے دائرے کا پورا شعور رہا ہے، اور ہم اپنی تمام کوششوں کو اسی حد کے اندر محدود رکھیں گے جو اس کام کی فطرت چاہتی ہے۔ لہٰذا کسی جماعت کو یہ اندیشہ نہ ہونا چاہیے کہ ہم ان کے دائرۂ عمل میں مداخلت بیجا کریں گے۔ بلکہ اگر وہ سمجھیں تو انہیں خود محسوس ہو جائے گا کہ ہم ان کے رقیب نہیں بلکہ حقیقی خادم ہیں۔

رہیں مسلمانوں کی وہ مختلف جماعتیں جو اس وقت جمہوری تحریکیں چلا رہی ہیں، تو ہمیں معلوم ہے کہ ان میں سے کون ہمارے راستہ سے قریب تر ہے اور کون بعید تر، لیکن ہم نے قصداً کسی خاص جماعت کی تائید و حمایت سے احتراز کیا ہے تاکہ اس جتھے بندی کے دور میں، جبکہ اشخاص اور پارٹیوں کے لیبل ہی حق اور باطل کے معیار بن کر رہ گئے ہیں، ہم کو کسی پارٹی کا نقیب نہ سمجھ لیا جائے۔ ہمارا خطاب عام ہے۔ ہم ہر مسلمان کو اور مسلمانوں کی ہر جماعت کو اس کا وہ نصب العین یاد دلاتے ہیں جو خدا نے اس کے بننے کے لیے مقرر کیا ہے، اور دلیل کے ساتھ بتاتے ہیں کہ یہ راستہ تمہیں اس نصب العین کی طرف لے جانے والا ہے، اور وہ راستہ اس سے دور ہٹا دینے والا۔ اب جس کے دل میں خدا کی محبت ہوگی وہ اگر غلطی بھی کر رہا ہوگا تو اس سے باز آجائے گا اور خود ہی اس راستے پر چل پڑے گا جو الٰہی نصب العین کی طرف جانے والا ہے۔ اور جو اشخاص یا پارٹیوں کی محبت میں گرفتار ہوگا، وہ اپنی ضد پر اڑا رہے گا، اور اس کی حقیقت آج نہیں تو کل ساری قوم پر کھل جائے گی اور مسلمان بحیثیت مجموعی اس کے فتنے سے بچ جائیں گے۔

اسی طرح تنقید میں بھی ہم نے کبھی کسی کی حمایت یا مخالفت کو مقصود بالذات نہیں بنایا بلکہ ہمیشہ اسلامی نصب العین ہی ہمارا مقصود رہا ہے، اور ہم نے ہر اسلامی جماعت کو اس کی کوتاہیوں پر (خواہ وہ تھوڑی ہوں یا بہت) صرف اس غرض سے متنبہ کیا ہے کہ وہ ان کا تدارک کر کے اس نصب العین کی طرف پیش قدمی کرنے کی قوت و قابلیت بہم پہنچائے۔ ہر جماعت اور ہر رہنما کو ایسے بہت سے لوگوں کی تائید حاصل ہے جو اس کی غلطیوں اور کمزوریوں پر پردہ ڈالتے اور اس کی غیر مشروط حمایت کرتے ہیں۔ اس تائید پیشہ گروہ میں کسی اضافہ کی حاجت نہیں۔ البتہ ایک ایسے دردمند دوست کی سب کو ضرورت ہے جو انہیں ان کی کوتاہیوں سے باخبر کرے اور اس خدمت کے معاوضہ میں سب سے برا بننے پر راضی ہو۔ ایک نقطۂ نظر سے یہ حماقت ہے کہ آدمی کسی کو اپنا کر کے نہ رکھے مگر دوسرے نقطۂ نظر سے یہ عقلمندی ہے کہ صرف خدا کو اپنا کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقالات

دین میں تحریف اور بدعت کے اسباب

از افادات حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

جو صاحب سیاست کبریٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا دین لے کر آیا ہو جو تمام ادیان کا ناسخ ہو اس کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ اپنے دین کو فتنۂ تحریف کی دست برد سے محفوظ کر دے۔ کیونکہ اس کی عام اور ہمہ گیر دعوت مختلف استعداد، مختلف مزاج اور مختلف اغراض و مقاصد رکھنے والی جماعتوں کو اپنے جھنڈے کے تلے جمع کرتی ہے۔

ایسا ہوا کرتا ہے کہ لوگ اپنی ہوا پرستی یا اپنے پہلے مذہب کی محبت کی وجہ سے یا مصالح شریعت کا کامل احاطہ نہ کرنے والی فہم نارسا کے اشارہ پر بہت سی منصوص تعلیماتِ شرع کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور کبھی اس میں غیر شرعی تخیلات اور تعلیمات ٹھونس دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سارا دین مسخ اور درہم برہم ہو جاتا ہے جیسا کہ بہت سے قدیم مذاہب کی تاریخ گواہ ہے۔ لیکن چونکہ اس فتنہ کے دروازے بے شمار اور ان کی تعداد غیر متعین ہے اور سب کا استقصا ممکن نہیں۔ لہٰذا شارعؑ کے لئے ضروری تھا کہ امت کو اجمالاً اسباب تحریف سے ڈرا کر متنبہ کر دے اور اس کے لئے چند ایسے اصولی مسائل کو مخصوص کرے جن کے بارے میں قیاس کہتا ہے کہ عموماً تہاون اور تحریف کے فتنے بنی نوع انسان میں انہیں راستوں سے گھسا کرتے ہیں، اور ان راستوں کو اچھی طرح بند کر دے۔ اس تہدید و انذار کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی شریعت میں ایسی چیزوں کو داخل کرے جو مسخ شدہ اور باطل مذاہب کے اصولی اور مشہور ترین رسوم و شعائر کے بالکل مخالف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوں مثلاً نماز وغیرہ۔ تاکہ کوئی ظاہری تشابہ باقی نہ رہ جائے اور کسی پرانے مذہب کے شعائر سے مداہنت کا امکان باقی نہ رہے۔

تہاون تحریف کے اسباب میں سے ایک تہاون ہے یعنی احکام شرع سے بے پروائی۔ تہاون کی حقیقت یہ ہے کہ رسول کی تربیت یافتہ حواریوں کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہونے لگیں جو نماز کو ضائع کر کے شہوات کی پیروی میں غرق ہوں، علم و عمل اور تعلیم و تعلم کے ذریعہ دین کی اشاعت کا اہتمام چھوڑ دیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اور اس طرح چند روز بعد مخالف دین رسوم پیدا ہو جائیں اور بحیثیت مجموعی عام طبائع انسانی کا رجحان مزاج شریعت کے خلاف ہو جائے۔ پھر ایسے دوسری خلف آئیں جو شریعت سے بے اعتنائی کے اس جرم میں اور زیادہ آگے بڑھ جائیں یہاں تک کہ علم دین کا اکثر حصہ نسیاً منسیاً ہو کر رہ جائے۔ یوں تو امت کے ہر طبقہ کا تہاون خطرناک اور مضرت رساں ہے مگر جب اس کا صدور رؤسا و اکابر قوم سے ہو تو پھر اس کی مضرتوں کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اسی سبب سے حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کی شریعتیں برباد ہو گئیں اور آج اس کے اصلی خط و خال کا سراغ لگانا قریباً ناممکن ہو گیا ہے۔

تہاون کے چند اسباب و ذرائع ہیں۔

(۱) پہلا سرچشمہ تہاون کا صاحب شریعت کی روایات کو محفوظ نہ رکھنا اور ان کے مطابق عمل نہ کرنا ہے۔

مندرجہ ذیل ارشاد نبوی اسی فتنہ سے باخبر کر رہا ہے:۔

"دیکھو! عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب طعام و شراب سے ایک بدمست انسان اپنے تخت پر بیٹھ کر کہے گا کہ تم اس قرآن کو مضبوط پکڑ لو اور اس میں جس چیز کو حرام پاؤ اسی کو حرام سمجھو اور جس شئے کو حلال پاؤ اسی کو حلال سمجھو۔ حالانکہ خدا کے رسول کی حرام کی ہوئی چیز بھی ویسی

© rasailojaraid.com